خطبۂ دوم:

عالمگیر اور دائمی نمونۂ عمل صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے

[redacted]

انسان کے حال و مستقبل کی تاریکی کو چاک کرنے کے لیے ماضی کی روشنی سے فیض حاصل کرنا ضروری ہے۔ جن مختلف انسانی طبقوں نے ہم پر احسان کیے ہیں وہ سب شکریہ کے مستحق ہیں، لیکن سب سے زیادہ ہم پر جن بزرگوں کا احسان ہے، وہ انبیائے کرام علیہم السلام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں کے سامنے اس زمانہ کے مناسب حال اخلاقِ عالیہ اور صفاتِ کاملہ کا ایک نہ ایک بلند ترین معجزانہ نمونہ پیش کیا۔ کسی نے صبر، کسی نے ایثار، کسی نے قربانی، کسی نے جوش توحید، کسی نے ولولۂ حق، کسی نے تسلیم، کسی نے عفت، کسی نے زہد، غرض ہر ایک نے دنیا میں انسان کی پر پیچ زندگی کے راستے میں ایک ایک مینار قائم کر دیا ہے، جس سے صراط مستقیم کا پتہ لگ سکے۔ مگر ضرورت تھی ایک ایسے رہنما اور رہبر کی جو اس سرے سے لے کر اس سرے تک پوری راہ کو اپنے ہدایات اور عملی مثالوں سے روشن کر دے، جو ہمارے ہاتھ میں اپنی عملی زندگی کی پوری گائیڈ بک دے دے،

جس کو لے کر اسی کی تعلیم وہدایت کے مطابق ہر مسافر بے خطر منزل مقصود کا پتہ پالے۔ یہ راہنما سلسلۂ انبیاءؑ کے آخری فرد محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔قرآن نے کہا:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا o وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴾ (الاحزاب:۳۳/۴۵،۴۶)

[redacted] طرف اس کے حکم سے پکارنے والا اور ایک روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا۔''

آپؐ عالم میں خدا کی تعلیم وہدایت کے شاہد ہیں، نیکوکاروں کو فلاح وسعادت کی بشارت سنانے والے مبشر ہیں، ان کو جو ابھی تک بے خبر ہیں، ہشیار اور بیدار کرنے والے نذیر ہیں، بھٹکنے والے مسافروں کو خدا کی طرف پکارنے والے داعی ہیں اور خود ہمہ تن نور اور چراغ ہیں۔یعنی آپؐ کی ذات اور آپؐ کی زندگی راستے کی روشنی ہے، جو راہ کی تاریکیوں کو کافور کر رہی ہے۔ یوں تو ہر پیغمبر خدا کا شاہد، داعی مبشر اور نذیر وغیرہ بن کر اس دنیا میں آیا ہے مگر یہ کل صفتیں سب کی زندگیوں میں عملاً یکساں نمایاں ہو کر ظاہر نہیں ہوئیں۔ بہت سے انبیاءؑ تھے جو خصوصیت کے ساتھ شاہد ہوئے، جیسے حضرت یعقوبؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت اسماعیلؑ وغیرہ۔ بہت سے تھے جو نمایاں طور پر مبشر بنے جیسے حضرت ابراہیمؑ، حضرت

اے پیغمبر ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا اور (نیکوں کو) خوشخبری سنانے والا اور (عاقلوں کو) ہشیار کرنے والا اور خدا کی طرف

عیسیٰؑ وغیرہ۔ بہت سے تھے جن کا خاص وصف نذیر تھا جیسے حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہودؑ وحضرت شعیبؑ۔ بہت سے تھے جو امتیازی حیثیت سے داعی حق تھے، جیسے حضرت یوسفؑ وحضرت یونسؑ۔ لیکن وہ جو شاہد، مبشر، نذیر، داعی، سراجِ منیر سب کچھ بیک وقت تھا اور جس کے مرقع حیات میں یہ سارے نقش ونگار عملاً نمایاں تھے وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ علیہ الصلوٰت والتحیات تھے اور یہ اس لیے ہوا کہ آپ دنیا کے آخری پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جس کے بعد کوئی دوسرا آنے والا نہ تھا۔ آپ ایسی شریعت دے کر بھیجے گئے جو کامل تھی، جس کی تکمیل کے لیے پھر کسی دوسرے کو آنا نہ تھا؟

آپ کی تعلیم دائمی وجود رکھنے والی تھی یعنی قیامت تک اس کو زندہ رہنا تھا اس لیے آپؐ کی ذاتِ پاک کو مجموعۂ کمال اور دولتِ بے زوال بنا کر بھیجا گیا۔

دو~~ستو یہ جو کچھ میں نے کہا یہ میر~~ے (یہ حرف ہمارے) مذہبی عقیدہ کی بنیاد پر محض کوئی دعویٰ نہیں ہے بلکہ یہ وہ واقعہ ہے جس کی بنیاد دلائل اور شہادتوں پر قائم ہے۔

وہ سیرت یا نمونۂ حیات جو انسانوں کے لیے ایک آئیڈیل سیرت کا کام دے اس کے لیے متعدد شرطوں کی ضرورت ہے، جن میں سب سے پہلی اور اہم شرط تاریخیت ہے۔

(۱) تاریخیت:

تاریخیت سے مقصود یہ ہے کہ ایک کامل انسان کے جو سوانح اور حالات پیش کیے جائیں وہ تاریخ اور روایت کے لحاظ سے مستند ہوں، ان کی حیثیت قصوں

اور کہانیوں کی نہ ہو، روزمرہ کا تجربہ ہے کہ انسان کی ایک سائیکالوجی یہ ہے کہ کسی سلسلۂ حیات کے متعلق اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ فرضی اور خیالی ہے یا مشتبہ ہے، تو خواہ وہ کسی قدر موثر انداز میں کیوں نہ پیش کیا جائے، طبیعتیں اس سے دیرپا اور گہرا اثر نہیں لیتیں۔ اس لیے ایک کامل سیرت کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس کے تمام اہم اجزا کی تاریخیت پر یقین ہو۔ یہی سبب ہے کہ تاریخی افسانوں سے جو اثر طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے وہ خیالی افسانوں سے نہیں ہوتا۔

دوسرا سبب تاریخی سیرت کے ضروری ہونے کا یہ ہے کہ آپؐ اس سیرت کاملہ کا نقشہ محض دلچسپی یا فرصت کے گھنٹوں کی مشغولی کے لیے نہیں پیش کرتے، بلکہ اس غرض سے پیش کرتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی اس نمونہ پر ڈھالیں اور اس کی پیروی وتقلید کریں۔ لیکن وہ زندگی اگر تاریخی اور واقعی طور سے ثابت نہیں تو آپ کیوں کر اس کے قابل عمل اور پیروی وتقلید کے لائق ہونے پر زور دے سکتے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ فرضی ومیتھالوجیکل قصے ہیں جن پر کوئی انسان اپنی عملی زندگی کی بنیاد نہیں ڈال سکتا۔ اس لیے کہ پُراثر ہونے کے لیے اور قابل عمل اور لائق تقلید ہونے کے لیے سب سے پہلے ضروری یہ ہے کہ اس کامل انسان کی سیرت تاریخی اسناد کے معیار پر پوری اترے۔

ہم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا ادب اور احترام کرتے ہیں اور ان کے سچے پیغمبر ہونے پر یقین رکھتے ہیں، لیکن بمُواے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ ''یہ پیغمبر ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ہے۔''